لجنہ اماءاللہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ خدیجہ جرمنی

مدیرہ:۔سیّدہ منورہ سلطانہ

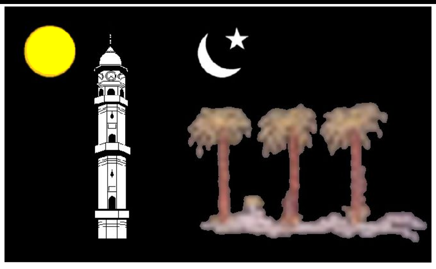

جلد نمبر 19 ماہ صلح:1396 ہجری شمسی، بمطابق جنوری 2017ء شمارہ نمبر:1

زیرِ نگرانی:۔نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی:۔محترمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ۔ سیکرٹری اشاعت:۔محترمہ فوزیہ بشریٰ صاحبہ۔ معاونات۔محترمہ صبیحہ محمود صاحبہ،محترمہ محمودہ احمد صاحبہ،مکرمہ در ثمین احمد صاحبہ

القرآن الحکیم

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا

ترجمہ:۔یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔ (سورۃ النّسآء:59 ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ، وَاِذَاحَکَمَ وَاجْتَہَدَ فَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ.

(بخاری کتاب الاعتصام باب اجر الحاکم اذا اجتہد فاصاب او اخطأ)

حضرت عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب کوئی حاکم سوچ سمجھ کر اور پوری تحقیق کے بعد فیصلہ کرے اگر اس کا فیصلہ صحیح ہے تو اسے دو ثواب ملیں گے اور اگر باوجود کوشش کے اس سے غلط فیصلہ ہو گیا تو اسے ایک ثواب اپنی کوشش اور نیک نیتی کا بہرحال ملے گا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 637 صفحہ نمبر 605 ایڈیشن 2003، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

دوسرا خلق اخلاق ایصال خیر میں سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربیٰ۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانُہٗ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُبِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِوَالْبَغْیِ

یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو۔ اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہاں احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبیوں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہاں طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گزر جاؤ یا احسان کے بارے میں منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا برحمل احسان کرنے سے دریغ کرو۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 353، ایڈیشن 2009)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔ ’’پھر معاشرے کے عمومی تعلقات ہیں۔ یہاں بھی ہر مرد اور عورت جو اپنے آپ کو مومنین میں شمار کرتا ہے یا کروانا چاہتا ہے، اُس کا یہ فرض ہے کہ ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ کاروباری معاملات ہیں یا کسی بھی قسم کے معاملات ہیں، عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت کو ایک وجود بنایا ہے۔ پس ایک وجود کا معیار اُس وقت قائم ہوسکتا ہے جب دوسرے کی تکلیف کا احساس ہو، اُس کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو۔ جب انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ جس طرح جسم کے کسی حصہ کو تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے، اسی طرح دوسرے کی تکلیف کا احساس ہمیں ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ دوسرے کی تکلیف کا احساس کرو اور یہ ہم جب دنیا کو بتاتے ہیں کہ انصاف اس طرح قائم ہوتا ہے، جب باتیں سناتے ہیں کہ یہ انصاف کس طرح قائم ہونا چاہئے، اسلام کیا کہتا ہے اور دنیا والے یہ باتیں سن کر بڑے متاثر ہوتے ہیں تو اس کے نیک نمونے بھی ہمیں دکھانے ہوں گے۔ یہ بتانا ہوگا کہ یہ پرانی تعلیم نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی مومنین کا موجودہ عمل ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اکتوبر 2013ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15.11.2013، صفحہ 6)

مُناجات اور تبلیغ حق

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار

اُس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائیگا زر بے شمار

تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہونا سُست اس میں زینہار

ہے یہی اِک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صدہا آبشار

اِس سے خود آکر ملے گا تم سے وہ یارِ ازل
اس سے تم عرفانِ حق سے پہنو گے پُھولوں کے ہار

وہ کتابِ پاک و برتر جس کا فُرقاں نام ہے
وُہ یہی دیتی ہے طالب کو بشارت بار بار

جن کو ہے انکار اس سے سخت ناداں ہیں وہ لوگ
آدمی کیونکر کہیں جب اُن میں ہے حُمقِ حمار

کیا یہی اسلام کا ہے دُوسرے دینوں پہ فخر
کر دیا قِصّوں پہ سارا ختم دیں کا کاروبار

مغزِ فرقانِ مُطَہَّر کیا یہی ہے زُہد خشک
کیا یہی چوہا ہے نکلا کھود کر یہ کوہسار

گر یہی اسلام ہے بس ہوگئی اُمّت ہلاک
کِس طرح رَہ مل سکے جب دیں ہی ہو تاریک و تار

(منتخب اشعار از درثمین صفحہ 162-163، ایڈیشن 2003)

"NewYear" کا آغاز کیسے ہوا؟

مرسلہ: مکرمہ بشریٰ شکور صاحبہ۔ Dietzenbach

ہم سب جانتے ہیں کہ آجکل دنیا کے تمام ممالک میں نئے سال کی تقریبات بڑے دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں۔ کیلنڈر کے سال کے پہلے دن کو نیا سال New Year کہا جاتا ہے۔ دراصل 46Bc (قبل مسیح) سے پہلے تک مختلف ممالک اپنے حساب سے نئے سال کا آغاز مختلف مہینوں اور تاریخوں پر کرتے تھے مثلاً رومن تاریخ کو اگر ہم پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رومی اعلیٰ افسران اپنا عہدہ یکم مارچ کو سنبھالا کرتے تھے۔ (قبل مسیح) یہ تاریخ یکم مارچ کے بجائے یکم جنوری مقرر کر دی گئی لیکن کیلنڈر کے مطابق نئے سال کا آغاز یکم مارچ کو ہی ہوتا رہا۔ جبکہ برطانیہ میں نیا سال 25 مارچ سے شروع ہوتا تھا۔ آخر کار 46 قبل مسیح میں جولیس سیزر Julius Caesar نے کیلنڈر کو ایک نئی شکل دی جس میں اس نے رومن قمری کیلنڈر کی بجائے شمسی کیلنڈر متعارف کرایا۔ رومن اس دور میں ایک ایسے خدا کو مانتے تھے جس کا نام Janus تھا اور ان کے مطابق اس کے دو منہ تھے وہ آگے بھی دیکھ سکتا تھا اور پیچھے بھی اس لئے انہوں نے سال کے پہلے مہینے کا نام جنوری رکھا۔ اس کیلنڈر میں ایک سال میں دس ماہ اور تین سو چار دن ہوتے تھے لیکن بعد میں بارہ ماہ اور تین سو پینسٹھ دن کر دیئے گئے۔ یورپ میں اس وقت اکثر ممالک میں نئے سال کا آغاز 6 جنوری سے بھی ہوتا تھا لیکن 1691ء میں آہستہ آہستہ تمام ممالک میں نئے سال کا آغاز یکم جنوری سے ہی ہونے لگا اور تمام سیاسی عہدے داروں کا سال بھی یکم جنوری سے شروع ہونے لگا۔ اس کے برعکس اسلامی کیلنڈر ایک قمری کیلنڈر ہے اور اس کے آغاز کی تاریخ ہر سال مختلف ہوتی ہے۔ ایرانی کیلنڈر کے مطابق نیا سال 19 تا 21 مارچ کے درمیان شروع ہوتا ہے اور چینی کیلنڈر کا آغاز 21 جنوری سے لیکر 21 فروری سے ہوتا ہے۔ آجکل جو کیلنڈر رائج ہیں وہ جولِین اور گریگورِیَن کیلنڈر کہلاتے ہیں۔

نئے سال کی تقریبات 31 دسمبر کی رات کو بارہ بجے شروع ہوتی ہیں اور 1 جنوری کی صبح تک جاری رہتی ہیں۔ تمام مغربی ممالک میں بالخصوص یہ تقریبات بڑے زور و شور سے منائی جاتی ہیں۔ لوگ مختلف جگہوں پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جیسے ہی رات کے بارہ بجتے ہیں تو خوشی کے بِگل بجاتے ہیں ایک دوسرے کو شراب پلاتے ہیں اور تحائف دیتے ہیں۔ رات گئے بڑے پیمانے پر آتش بازی کرتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق اس طرح شیطانی روحوں کو بھگا کر نئے سال میں داخل ہونا بہتر ہے۔

ہر ملک میں نیا سال منانے کے مختلف طریقے رائج ہیں مثلاً ہندو مذہب میں سورج کے غروب ہونے کو ایک اہمیت حاصل ہے لہٰذا وہ سورج کے غروب ہونے پر ہی نیا سال منانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اچھا لباس پہنتے ہیں، اچھے کھانے بناتے ہیں اور اپنے بزرگوں کے لئے لے کر جاتے ہیں تا کہ ان سے دعائیں لیں۔ برطانیہ کے لوگ اس دن خاص طور پر اپنے گھر مہمانوں کو دعوت دیتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ سال کے پہلے دن آنے والا مہمان ان کے لئے خوش قسمتی کا باعث بنے گا۔ ڈنمارک میں لوگ نئے سال کی ابتداء اپنے گھروں کے سامنے برتن توڑ کر کرتے ہیں، اسی طرح کوریا میں بھی خاندان کے افراد اکٹھے ہوتے ہیں اور اچھے اچھے کھانے بنا کر اپنے بزرگوں کے پاس لے کر جاتے ہیں اور دعائیں لیتے ہیں۔ چین میں نیا سال اس طرح مناتے ہیں کہ مرد حضرات پہلی جنوری کو گھر کے باہر محلّہ میں صفائی کرتے ہیں، اور عورتیں گھر کے اندر کی صفائی کرتی ہیں، اپنے گھر کے باہر لال رنگ کرتے ہیں اور اس دن اپنے گھر کی تمام چھریاں اور چاقو چھپا دیتے ہیں تا کہ کہیں کوئی خود کو زخمی نہ کر لے اور اس دن وہ اپنے پچھلے تمام جھگڑے ختم کرتے ہیں اور آپس میں صلح صفائی کراتے ہیں، اور اگر کسی کی ناراضگی باقی ہے تو وہ اس کا بہت برا مناتے ہیں، اور اچھے کھانے بنا کر اپنے بزرگوں کے پاس پہنچتے ہیں چاہے وہ کتنی دور ہی ہوں۔ برازیل کے لوگ نئے سال پر اپنے گھروں میں چاول اور دال سے مختلف قسم کے سُوپ بناتے ہیں ان کے خیال میں اناج ان کے لئے خوشحالی کا ذریعہ ہے۔

آجکل کے دور میں نئے سال کو ایک رسم کے طور پر منایا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ خوشی منانے کا ایک طریقہ ہے حالانکہ دیکھا جائے تو اس رسم کو منانے کے لئے لوگ اور حکومتیں اپنا بے شمار پیسہ شراب، کپڑوں، تحائف اور آتش بازی میں ضائع کرتی ہیں، اسی آتش بازی کی وجہ سے ہر سال کئی جگہوں پر نقصانات بھی ہوتے ہیں، دھوئیں کی وجہ سے فضا میں آلائش بڑھتی ہے، شور کی وجہ سے کئی بیمار اور بزرگ تنگ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہونے والی پارٹیوں میں ہر طرح کی بے حیائی ہوتی ہے۔ یورپ کی تقلید میں پاکستان، ہندوستان اور ایشیا کے کئی غریب ممالک میں بھی یہ رسم چل پڑی ہے، ہر کوئی اس کوشش میں ہوتا ہے کہ یورپ کے لوگوں کی طرح نیا سال ضرور منائے۔ بچے بھی پٹاخوں اور تحائف کے لئے ضد کر رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ یہی پیسہ بہت سارے غریبوں کی مدد میں بھی کام آ سکتا ہے جس سے انسان سچی اور روحانی خوشی بھی حاصل کر سکتا ہے اور کئی قسم کی برائیوں سے بچ سکتا ہے جو اس قسم کی لغو رسوم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

"...بعض برائیاں ایسی ہیں جو گو کہ برائیاں ہیں لیکن ان میں شرک یا یہ چیزیں تو نہیں پائی جاتیں لیکن لغویات ضرور ہیں اور پھر یہ رسم و رواج جو ہیں یہ بوجھ بنتے چلے جاتے ہیں۔ جو کرنے والے ہیں وہ خود بھی مشکلات میں گرفتار ہو رہے ہوتے ہیں اور بعض جو اُن کے قریبی ہیں، دیکھنے والے ہیں، ان کو بھی مشکل میں ڈال رہے ہوتے ہیں ..." (بد رسوم و بدعات اور ان سے اجتناب کے بارہ میں تعلیمات۔ صفحہ 29، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

جماعت احمدیہ نئے سال کا آغاز کیسے کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ 16 دسمبر 1983 میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ "خوشی کے طبعی اظہار سے ممانعت نہیں لیکن جب یہ رسمیں بن جائیں، قوم پر بوجھ بن جائیں تو پھر انہیں منع کیا جائے گا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16.12.1983، خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 629)

جماعت احمدیہ کے افراد کا ہر عمل خلیفۂ وقت کی عمومی ہدایت کے تابع ہے۔ ان کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے ہر خطّہ میں ہر ملک میں ہر شہر اور حلقہ میں جماعت کے نظام کے تحت نئے سال کا آغاز افرادِ جماعت تہجد اور عبادت سے کرتے ہیں۔ یکم جنوری کو فجر سے پہلے مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ کے لئے اپنی کوتاہیوں کو چھوڑنے کا عزم کرتے ہیں اور اس کا فضل مانگتے ہیں کہ اس کے فضل کے بغیر کوئی بھی کام ممکن نہیں ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس جماعت کی لئے مشعل راہ ہے کہ:

"چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12، ایڈیشن 2009)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں کہ: "مغرب میں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے سال کی رات، ساری رات ہاہُو، شراب نوشی، ہلڑ بازی اور پٹاخے اور پھلجھڑیاں جسے فائر ورکس (Fireworks) کہتے ہیں، سے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے بلکہ اب مسلمان ممالک میں بھی نئے سال کا اسی طرح استقبال کیا جاتا ہے...لیکن احمدیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی رات عبادت میں گزار دی یا صبح جلدی جاگ کر نفل پڑھ کر نئے سال کے پہلے دن کا آغاز کیا۔ بہت سی جگہوں پر باجماعت تہجد بھی پڑھی گئی۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 01.01.2016، الفضل انٹرنیشنل 22 جنوری 2016 صفحہ 5)

نئے سال کو بہت ہی خوبصورت انداز میں گذارنے کی ایک مثال ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اس واقعہ سے ملتی ہے جو انہوں نے اپنے ایک خطاب میں بیان کیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ "مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year's Day (نیو ایئر ڈے) کے موقع پر پیش آیا یعنی اگلے دن نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔

رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹرانفالگر سکوائر میں اکٹھے ہو کر دنیا جہاں کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں۔ کوئی مذہبی روک نہیں۔ ہر قسم کی آزادی ہے۔ اسوقت اتفاق سے وہ رات مجھے یوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے، اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا۔ اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔

کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے، اور پھر نماز ابھی میں نے ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔ میں گھبرا گیا میں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں اس لئے شائد بے چارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ "تمہیں کیا ہو گیا ہے"۔ تو اس نے کہا "مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے اس چیز نے اور اس موازنہ نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔"

چنانچہ وہ بار بار کہتا

God bless you, God bless you

God bless you, God bless you

(خطبات طاہر جلد اول صفحہ 119 خطبہ جمعہ 20 اگست 1982ء)

یہ وہ پیارے نمونے ہیں جو ہم نے قائم کرنے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اس قسم کی تقریبات اور رسموں سے بچنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں تا کہ ہم تمام لغو رسموں اور برائیوں کو ترک کر کے تقویٰ کی راہوں پر چل سکیں۔ آمین

(اس مضمون کی تیاری میں انٹرنیٹ سے بھی مدد لی گئی)

مریم صدیقہ ٹورنامنٹ

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

فاستبقواالخیرات (البقرہ۔149) یعنی ہر اچھی بات میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ''تندرست و توانا مومن کمزور صحت والے مومن سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے...''

(''حدیقۃ الصالحین'' حدیث 466 صفحہ 466 ایڈیشن 2003)

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور احسان ہے اور جماعت احمدیہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ نہ صرف مرد بلکہ مستورات بھی علمی و نصابی پروگراموں کے ساتھ ساتھ تفریحی پروگراموں میں بصد شوق حصّہ لیتی ہیں جس سے ایک پر لطف، مثبت اور صحت مند مقابلے کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔

18 دسمبر 2016ء کو Dietzenbach میں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی جانب سے مرکزی سطح پر منعقد ہونے والے کھیلوں کے ٹورنامنٹ کا پہلا پروگرام اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت اس کا نام ''مریم صدیقہ ٹورنامنٹ'' تجویز فرمایا۔ اللہ کے فضل سے اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف ریجنز سے 268 لجنہ اور 52 بچیاں اور ناصرات شامل ہوئیں۔ اس ٹورنامنٹ کا مقصد 2017ء میں منعقد ہونے والے یورپین والی بال ٹورنامنٹ کیلئے بہترین کھلاڑیوں کا انتخاب کرنا تھا۔ چنانچہ اس پروگرام میں 2016ء کی پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات اور ناصرات کو مدعو کیا گیا۔ نیز کھلاڑیوں کے انتخاب میں ایک خاص معیار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے انتخابی پینل تشکیل دیا۔

ممبرات صبح 8 بجکر 30 منٹ سے Dietzenbach اسٹیشن پر پہنچنا شروع ہوئیں جہاں سے انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق لجنہ کی Transport Team نے انہیں گاڑیوں میں Sports Hall تک پہنچایا۔ ان میں کچھ ایسے گروپس بھی تھے جو بہت دور سے لمبا سفر کر کے آرہے تھے، ان میں ہر عمر کی لجنہ، ناصرات اور بچیاں شامل تھیں۔ اس کے باوجود ان کے چہروں پر کسی قسم کی تھکاوٹ کا شائبہ تک نہ تھا، سب اپنی اپنی کھیلوں کا سامان اٹھائے ہوئے، بہت خوش مزاجی اور خوش اخلاقی سے آپس میں گفتگو کرتی آرہی تھیں۔ اس ٹورنامنٹ کا آنکھوں دیکھا حال پیش ہے۔

صبح 07.00 بجے سے مہمان خواتین اور بچیوں کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دی گئیں تھیں۔ ڈیوٹی دینے والی بہنیں ریجن Dietzenbach سے تشریف لائی تھیں، جنہوں نے مختلف شعبوں میں کام کیا، اور ہر شفٹ میں تقریباً 25 سے 30 کارکنان شامل تھیں۔ ہال کے داخلی دروازہ پر تجنید، سیکورٹی چیکنگ، ٹرانسپورٹ اور مقابلہ جات کے حوالہ سے معلوماتی اسٹینڈ زلگائے گئے۔ ایک چھوٹے سے ہال میں ناشتہ، کھانے اور ریفریشمینٹ کا انتظام کیا گیا جبکہ مختلف ہالوں میں مقابلہ جات کی تیاری کی گئی۔ اس ٹورنامنٹ میں باسکٹ بال، بیڈمنٹن، والی بال اور تیراکی کے مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا۔ مقابلہ میں شامل ہونے والی ممبرات کو عمر کے اعتبار سے: گروپ A، گروپ B اور گروپ C میں تقسیم کیا گیا۔

ناشتہ کے بعد پروگرام کی افتتاحی تقریب کا آغاز حسبِ معمول تلاوت قرآن کریم اور عہد نامہ سے ہوا، پھر نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے اپنے مختصر خطاب میں، زیادہ سے زیادہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھے اخلاق، پیار اور محبت سے پیش آنے اور تعاون کرنے کی تلقین فرمائی۔ آخر میں انہوں نے صفائی کا خاص خیال رکھنے کی بھی تاکید کی۔

محترمہ نیشنل صدر صاحبہ کے خطاب کے بعد نیشنل سیکرٹری صاحبہ صحتِ جسمانی نے مقابلہ جات کے متعلق ہدایات دیں، اور دعا کے بعد باقاعدہ مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق والی بال کی ٹیمز ہال نمبر 1 میں اور باسکٹ بال اور بیڈمنٹن کی ٹیمز ہال نمبر 2 میں جمع ہوئیں۔

اس دوران جب ہم نے باقی انتظامی امور پر نظر ڈالی تو ہر طرف لجنہ اماء اللہ ہی مصروف عمل نظر آئیں یعنی باورچی خانہ میں کھانا تو کھلانا ہی تھا، اس کے بعد دیگوں کو مل کر اٹھا کر باہر رکھنا، اور جیسے کہ اوپر ذکر ہے، ٹرانسپورٹ پر بھی لجنہ اماء اللہ ہی کی ڈیوٹی تھی۔

تیراکی میں حصہ لینے والی ممبرات و ناصرات کو شعبہ ٹرانسپورٹ کی مدد سے Dieburg کے تیراکی ہال تک پہنچایا گیا جو وہاں سے پندرہ منٹ کے فاصلہ پر تھا۔ ہمیں بھی وہاں جانے کا موقع ملا۔ راستہ میں ہماری ملاقات گروپ C کی ایک لجنہ سے ہوئی جن کے ساتھ ہمارا سفر نہایت دلچسپ اور خوش گوار گزرا۔ یہ بات ہمارے لئے خوش گوار حیرت کا باعث بنی کہ ان کو تیراکی آتی ہے جو انہوں نے جرمنی آکر سیکھی تھی، اور ریجنل سطح پر مقابلہ میں اول پوزیشن حاصل کر کے اب اس ٹورنامنٹ میں شامل ہو رہی تھیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ تیراکی سیکھنے کا فیصلہ انہوں نے یہاں کے لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کیا کہ پردہ ہمارے لئے کسی قسم کی رکاوٹ کا باعث نہیں اور نہ ہی مسلمان خواتین پر کسی قسم کی بے جا پابندی ہے۔ انہوں نے اپنی استانی کی مدد سے عورتوں کی تیراکی کی کلاس میں داخلہ لیا، جو کہ ان کے گھر سے کافی دور واقع تھا۔ وہ صبح اپنے گھر سے نکلتیں اور کچھ فاصلہ بس کے ذریعے طے کرتیں اور پھر وہاں سے ٹیکسی کے ذریعہ تیراکی والے ہال تک پہنچتی تھیں۔ انہوں نے ہمیں یہ بتا کر مزید حیران کر دیا کہ وہ پاکستان میں چوتھی کلاس تک سکول گئی ہیں۔ لیکن اللہ کے فضل سے قرآن کریم کا ترجمہ اور تلفظ بھی سیکھ چکی ہیں، اور آج کل جرمن گرائمر سیکھ رہی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ان کے چھ بچے ہیں۔ ان کا جذبہ ان تمام ممبرات کے لئے مثالی ہے جو اپنے بچوں اور گھر کی مصروفیت کی وجہ سے دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کرنے میں سستی کرتی ہیں۔

تیراکی کے ہال کے استقبالیہ پر موجود ممبرات نے ہمارا پرجوش استقبال کیا۔ یہ ممبرات قریب کے ایک حلقہ سے ہی ڈیوٹی کے لئے تشریف لائی تھیں۔ تیراکی کے مقابلے حصہ لینے والی ممبرات میں کافی ایسی بہنیں بھی تھیں جن کا دوسرے مقابلہ جات میں بھی حصہ تھا۔ تیراکی کے مقابلہ میں ناصرات الاحمدیہ نے بھی حصہ لیا۔

کچھ دیر بعد ہم واپس Dietzenbach کے سپورٹس ہال پہنچے جہاں باسکٹ بال اور بیڈمنٹن کے ابتدائی مقابلہ جات ختم ہو چکے تھے۔ ضیافت کے بعد محترمہ صدر صاحبہ کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ بعد ازاں والی بال کے مقابلہ جات کا پھر سے آغاز ہوا۔ لجنہ میں صبح والا جوش اور جذبہ ابھی تک قائم تھا۔ ہال میں نعرے گونج رہے تھے اور وقتاً فوقتاً نہایت خوبصورت آواز میں اردو اور پنجابی اشعار سنائی دے رہے تھے۔ ہال ابھی تک بھرا ہوا تھا اور ممبرات دلچسپی سے میچ دیکھ رہی تھیں۔ ہال میں صرف مقابلوں میں حصہ لینے والی یا ڈیوٹی دینے والی ممبرات تھیں کیونکہ جگہ کی کمی کی وجہ سے باقی لجنہ ممبرات کو آنے سے منع کیا گیا تھا۔

اس دوران ہمیں نیشنل صدر صاحبہ سے بھی بات کرنے کا موقع ملا۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ ''مریم صدیقہ ٹورنامنٹ'' کا آغاز کیسے ہوا اور اس کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ پچھلے سال تک اسپورٹس اجتماع صرف ریجن کی سطح تک ہی ہوا کرتے تھے، اور نیشنل سطح پر کھیلنے کا انتظام نہیں تھا۔ مگر پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیمز کے لئے یہ ضروری تھا کہ نیشنل سطح پر ٹورنامنٹ کا آغاز کیا جائے۔ اس غرض سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس ٹورنامنٹ کی منظوری کے لئے لکھا گیا۔ حضور نے یہ تجویز منظور فرمائی اور اس کا نام ''مریم صدیقہ ٹورنامنٹ'' رکھا۔ جب ہم نے صدر صاحبہ سے اس پروگرام کے مقاصد کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ ہم جرمنی میں رہتے ہیں اور ادھر ہمارے پردہ کی بہت مخالفت کی جاتی ہے، یہ کہا یا سمجھا جاتا ہے کہ پردہ ہمارے لئے ایک رکاوٹ ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اس سوچ کو بدلیں اور یہاں کے لوگوں کو دکھائیں کہ ہم پردہ میں رہ کر ہر کام کر سکتی ہیں۔ لوگوں کو یہ جان کر بہت حیرانگی ہوتی ہے کہ ہماری ایک عورتوں کی تنظیم ہے جس کے تحت ہم مختلف قسم کے پروگرام کرتے ہیں۔

پروگرام اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا چنانچہ فائنل مقابلہ جات کے لئے ساری ٹیمیں ہال نمبر 1 میں پہنچ گئی تھیں۔ اب ہال کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، ایک طرف والی بال کا مقابلہ ہوا، دوسری طرف باسکٹ بال کا اور ایک سائڈ پر بیڈمنٹن کا۔ والی بال کے دو میچز ہوئے، پہلا گروپ A کا اور دوسرا گروپ B کا۔ باسکٹ بال کے بھی دو میچز ہوئے، ایک گروپ A کا اور دوسرا ناصرات کا اور ایک مقابلہ بیڈمنٹن گروپ A کا ہوا۔

تمام مقابلہ جات کے اختتام پر تقسیم انعامات کی کاروائی عمل میں لائی گئی۔ یوں تقریباً رات کے ساڑھے آٹھ بجے ''مریم صدیقہ ٹورنامنٹ'' کا پہلا پروگرام بفضل تعالیٰ بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ

رپورٹنگ: مکرمہ زنوبیہ عفت صاحبہ، معاونہ مکرمہ مریم حنا طاہر صاحبہ

☆......☆......☆

Vol.19 Monthly Khadija Germany Issue-1.
Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M. Telephone: 06102329212, E-mail: ishaat @ lajna.de

حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل

میرا اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے

شانِ توّکل علی اللہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آئینے میں

مکرمہ مریم حنا طاہر صاحبہ، Neustadt an der Weinstraße

سرکارِ دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات توکل علی اللہ کی عملی تصویر تھی۔ آپکا اپنے محبوب اپنے مالک حقیقی پر بھروسہ ایسا غیر متزلزل تھا کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امّت کو خدا تعالیٰ پر توکل کی یہی تعلیم دی۔

ایک دفعہ ایک بدّو آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اونٹ کا گھٹنا باندھ کر توکل کروں یا اونٹ کو چھوڑ دوں اور خدا پر توّکل کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا **پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توّکل کرو۔** (''اسوۂ انسانِ کاملؐ'' مصنفہ حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ 540۔ مطبوعہ 2011ء)

الٰہی نوشتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توکل کا ذکر:۔ حضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلاشبہ تمام انبیاء اور رسولوں میں سب سے افضل ہیں۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کے مظہر اور تخلیقِ کائنات کی وجہ ہیں، تبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہر آسمانی صحیفے اور ہر الٰہی کلام میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلیٰ اخلاق میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ توکل علی اللہ کا بار بار ذکر ملتا ہے۔

حضرت عطا بن یسارؓ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا۔ میں نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس صفت کے متعلق بتائیں جو تورات میں مذکور ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تورات میں بعض ایسی صفات سے موصوف کیا گیا ہے جن سے قرآن میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو موصوف کیا گیا ہے۔ پھر قرآنی آیت پڑھی کہ یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًاوَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا. (الاحزاب: 46) کہ اے رسول! یقیناً ہم نے تجھے شاہد اور مبشر اور ڈرانے والا بنا کر اور امّیّون کے لئے محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ تو میرا بندہ اور رسول ہے۔ سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّل میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔

(از: رسولِ مقبولؐ کا توکل علی اللہ محترم مولانا عطاء المجیب راشد صفحہ 16 مطبوعہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2005)

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں سال قبل اپنے کلام میں آپؐ کو متوکل یعنی تمام انسانوں میں خدا پر سب سے زیادہ بھروسہ کرنے والے کے لقب سے نوازا تھا۔

قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توکل کے مقامِ محمود پر قائم ہونے کی گواہی یوں دی کہ آپکے توکل کی داستانیں خدا کے آخری اور پاک کلام میں محفوظ کر لی گئیں اور آپکو حکم دیا گیا ''قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ'' (الرعد: 31) تو کہہ دے وہ میرا رب ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اُسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

توکل علی اللہ سے بھرپور دُعائیں:۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے رب پر بھروسے سے رنگین تھا۔ آپکی دعائیں مکمل طور پر توکل کا لبادہ اوڑھے خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کی زندہ مثال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز تہجد کا آغاز اس دعا سے ہوتا تھا کہ'' اے اللہ میں نے تیری فرمانبرداری اختیار کی اور تجھ پر ایمان لایا اور **تجھ پر توکل کیا** اور تیری طرف جھکا۔''

(''خزینۃ الدّعا'' ایڈیشن پنجم صفحہ 16 سن اشاعت 2014)

گھر سے نکلتے تو یہ دعا کرتے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَاِلَّا بِاللّٰہِ، اللہ کے نام کے ساتھ۔ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت اور طاقت حاصل نہیں۔ نیز فرماتے تھے کہ یہ دعا کر کے جب انسان گھر سے نکلتا ہے تو اسے جواب میں کہا جاتا ہے تمہیں ہدایت دی گئی، تمہارے لئے یہ دعا کافی ہوگی اور تم بچائے جاؤ گے۔ چنانچہ شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے اور دوسرا شیطان اسے کہتا ہے اس شخص پر تمہارا کیا اختیار ہوسکتا ہے جسے ہدایت و کفایت مل گئی اور جو بچایا گیا۔

(بحوالہ ''اسوۂ انسانِ کاملؐ'' صفحہ 540 سنِ اشاعت 2011ء)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کو سوتے وقت اپنے مولیٰ پر کامل توّکل کا اس طرح اظہار فرماتے۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوتے یا بستر پر جاتے تو یہ دُعا کرتے:۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا۔ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں، اور تیرے نام سے ہی زندہ ہوتا ہوں۔ (''خزینۃ الدّعا'' صفحہ 66 ایڈیشن پنجم سن اشاعت 2014ء)

غرضیکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روز و شب اپنے حقیقی آقا کے حضور اپنی بے نفسی اور توکل کا اظہار کرتے ہوئے ہر معاملے اور ہر موقع پر مدد طلب کرتے گزرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: اے اللہ! میں نے (اپنا سب کچھ) تیرے سپرد کیا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تجھ پر توّکل کیا، اور میں تیری طرف جھکا، تیرے ساتھ ہی میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں، اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ تو مجھے گمراہ نہ کرنا۔ تو ہی وہ زندہ ہستی ہے جس پر کبھی فنا نہیں جبکہ تمام انسان اور جنّ (بالآخر) فنا ہو جائیں گے۔

(''خزینۃ الدّعا'' صفحہ 78 ایڈیشن: پنجم سن اشاعت 2014ء)

معمولاتِ زندگی میں توکل علی اللہ:۔ سرکارِ دوجہاں **صلی اللہ علیہ والہ وسلم** کی زندگی کا ہر باب کسی نہ کسی رنگ میں اپنے خدا پر توکل کرنے سے لبریز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ مال و دولت کی طلب تھی اور نہ ہی کوئی رغبت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عائلی زندگی کی جانب رُخ کریں تو توکل علی اللہ کا یہ حسین نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ شادی کے بعد جب حضرت خدیجہؓ نے اپنے اموال اور غلام بطور تحفہ پیش کئے تو آپ **صلی اللہ علیہ وسلم** نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے تمام غلام آزاد فرما دیئے اور مال و دولت ضرورتمندوں میں تقسیم فرما دیا۔

(ماخوذ از نبیوں کا سردار حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صفحہ 12 تا 13 ایڈیشن 1998 مطبوعہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

آپ **صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم** کا معمول تھا کہ ضرورت سے زیادہ سامان حقداروں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا ہمارا کوئی ورثہ نہیں چلے گا ہم جو ترکہ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔

('' شمائل النبی'' حدیث 385 صفحہ 172 ایڈیشن: سوم سن اشاعت: جون 2010ء ناشر: نور فاونڈیشن ربوہ)

چنانچہ جب میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے تو اس وقت کے بارے میں صحابی رسول حضرت عمرو بن الحارثؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اپنے ہتھیار اور اپنا خچر اور زمین جس کو صدقہ قرار دے دیا تھا کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ ('' شمائل النبی'' حدیث 382 صفحہ 171 ایڈیشن: سوم, سن اشاعت: جون 2010ء ناشر: نور فاونڈیشن ربوہ)

راہِ مولیٰ میں توکل کے بے مثال نمونے:۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں کئی صبر آزما وقت آئے۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو توحید کا پیغام ہر خاص و عام تک پہنچانے کا حکم دیا تو پہلے پہل سوائے چند لوگوں کے ہر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی اختیار کی۔ رشتہ داروں کی طرف سے قطع تعلق ہوا۔ اپنے حامیوں کے ساتھ شعبِ ابی طالب میں محصور کئے گئے۔ کفار کی جانب سے قتل کے منصوبے بنائے جانے پر بحکمِ الٰہی مدینہ کی جانب ہجرت اختیار کی۔ اس سفر میں توکل کا وہ انوکھا واقعہ پیش آیا کہ غارِ ثور میں پناہ کے دوران دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعاقب کرتے کرتے غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ ذرا نیچے جھک کر دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکڑ لیتے حضرت ابوبکرؓ بے چین و بیقرار اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں۔ میرے حضور میرے سیّدی فرماتے ہیں: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ: 40) اے ابوبکر غم نہ کرو ہم اکیلے نہیں ہیں یقیناً خدا ربِ کریم ہمارے ساتھ ہے۔ (ماخوذ از: رسولِ مقبولؐ کا توکل علی اللہ صفحہ 55 مطبوعہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2005)

بلاشبہ آپؐ کے توکل میں بے انتہا استقامت تھی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ کیا اور اس یقین پر بلند ہمتی سے ڈٹے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کو طرح طرح کی تکالیف دی گئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف خدا کے سامنے سرنگوں کیا اور اپنی اُمت کی بھی صبر اور توکل علی اللہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔ حبشہ کی جانب ہجرت ہو، طائف کا سفر ہو یا خدا تعالیٰ کی خاطر کسی غزوہ میں شامل ہونا ہو، ہر موقع اور ہر واقعہ آپؐ کے توکل علی اللہ کی بلندیوں پر فائز ہونے کا گواہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انیس (19) غزوات میں شرکت کی۔ قلیل مسلم فوج اور دشمنوں کی بھاری نفری کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولیٰ پر توکل بلکہ غیر متزلزل توکل کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ جہاں عارضی طور پر شکست کا سامنا ہوا وہاں بھی صرف اپنے خدا کو پکارا اور اپنی اُمت کو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ. یعنی ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے (ال عمران: 174) کی تعلیم دیتے رہے۔ اور ہر مشکل اور مصیبت کی گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں نے اِنَّ اللّٰہ یُحِبُّ الْمُتوکلین (العمران 160) کے نظارے کئے۔

مہدی دوراں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنے آقا کے عظیم اور بے عیب توکل کے بارے میں فرماتے ہیں:۔ ''...وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تیرہ برس تک مکّہ معظّمہ میں شامل حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رُعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کرسکتا۔''

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447 مطبوعہ 2009ء)

اے فخرِ موجودات، سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلاشبہ آپ کا آنا صرف امتِ مسلمہ پر نہیں بلکہ ساری انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا پر توکل کی صرف تعلیم دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے شب و روز کو توکل علی اللہ کے رنگ میں رنگ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تنگی اور آسائش، رنج اور راحت، نعمت اور بلا، غرض یہ کہ ہر حالت جس سے ایک انسان کو زندگی میں کئی بار گزرنا پڑتا ہے، ان تمام حالات سے گزرتے ہوئے اپنے خالق پر توکل کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔

آج نجات اور بھلائی کا راستہ ان رستوں پہ چلنے سے مل سکتا ہے۔ جو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان راستوں کو اپنانے اور صدق سے ان پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔